مولانا محمد ابراہیم فانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

فریضہ حج

امت مسلمہ کے اتفاق واتحاد کا شاندار مظہر

حج کا تعلق اسلام کے ان بنیادی ارکان کے ساتھ ہے جن پر قصرِ اسلام کی تعمیر کا دارومدار ہے اور یہ ان اساسی ارکان میں سے پانچواں رکن ہے جو کہ بدنی اور مالی عبادت سے مرکب ہے۔اس کی فرضیت کی دلیل قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے۔**وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا. ومن کفر فان اللّٰہ غنی عن العالمین** ۔اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا جو شخص قدرت رکھتا ہو۔اس کی طرف راہ چلنے کی اور جو نہ مانے پھر اللہ پرواہ نہیں رکھتا جہاں کے لوگوں کی اس آیت کریمہ میں مختلف وجوہات سے حج کی تاکید ہے۔لیکن قابل غور نکتہ اس میں یہاں یہ ہے کہ خداوند جل شانہ نے فرمایا **ومن کفر** اور یوں نہیں فرمایا کہ **ومن لم یحج** جس میں تارک حج کے بارے میں تغلیظ اور تشدید مقصود ہے اس لئے حدیث شریف میں جناب رسالت مآب ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ **من مات ولم یحج فلیمت ان شاء یھودیا او نصرانیاً** ۔یعنی جو مسلمان اس حالت میں فوت ہوا کہ باوجود استطاعت کے اس نے حج ادا نہیں کیا تو جیسے چاہے مرجائے یہودی ہو یا نصرانی ہو۔تارک حج کے بارے میں یہ انتہائی سخت وعید ہے ۔اس لئے ضروری ہے کہ جو لوگ صاحب استطاعت ہوں وہ یہ فریضہ ضرور ادا کریں یا اصحاب استطاعت تو ہوں۔لیکن ضعف و کمزوری یا کبر سنی کی وجہ سے اس فریضہ کی ادائیگی سے قاصر ہوں۔تو ان کیلئے شریعت مطہرہ نے حج بدل کی گنجائش رکھی ہے یعنی اپنی جگہ کسی دوسرے شخص کو حج کی ادائیگی کیلئے بھیج سکتا ہے۔

فضائل حج کے بارے میں بکثرت روایات احادیث کی کتب میں موجود ہیں۔یہاں پر چند روایات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔تاکہ اس اہم فریضہ سے کسی طور پر بھی غفلت نہ برتی جائے۔صحیحین میں حضرت ابوھریرۃؓ سے روایت ہے **قال رسول اللّٰہ ﷺ من حج للّٰہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ** یعنی آپ نے فرمایا۔کہ جو شخص اللہ کیلئے حج کرے فحش کو ارتکاب کرے اور نہ فسق میں مبتلا ہو تو وہ ایسا واپس آتا ہے جیسا کہ اس کو اس کی ماں نے جنا تھا اور آپ ہی سے دوسری روایت ہے **العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ لما بینھما والحج المبرور لیس لہ**

جزاء الا الجنه ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کفارہ ہے اس کا جوان کے درمیان ہوا اور حج مقبول کا بدلہ جنت کے علاوہ کچھ نہیں ہے حضرت ابوھریرةؓ کی روایت میں ہے کہ الحاج والعمار وفد اللّٰہ ان دعوہ اجابھم وان استغفروہ غفرلھم ابن ماجه حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں اگر وہ دعا مانگیں تو اللہ ان کی دعا قبول کرتا ہے اگر وہ اس سے مغفرت طلب کریں۔ تو اللہ ان کی مغفرت فرماتا ہے حدیث عبداللہ ابن عمرؓ جو کہ مسند امام احمد میں مذکور ہے جس میں فرمایا گیا ہے۔

اذلقیت الحاج فسلم علیه وصافحه ومره ان یستغفرلک قبل ان یدخل بیته فانه مغفورله۔

جب تم حاجی سے ملاقات کرو۔ تو اس کو سلام کرو۔ اس سے مصافحہ کرو۔ اور اس سے اپنے لئے بخشش کو کہو۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو کیونکہ اس کی بخشش کی جا چکی ہے۔

چونکہ آجکل اسلامی تقویم کے اعتبار سے ذی الحجہ کا مہینہ چل رہا ہے۔ اور اس میں اقصائے عالم اور دنیا کے کونے کونے سے مسلمان حج بیت اللہ کی ادائیگی کیلئے حجاز مقدس تشریف لاتے ہیں اور لاکھوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ جس میں ہر رنگ نسل قوم زبان اور تہذیب وثقافت کے لوگ شریک ہوتے ہیں ان میں شاہ بھی ہوتے ہیں گدائے بے نوا بھی۔ امیر بھی ہوتے ہیں فقیر بھی بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جوان بھی خواتین بھی ہوتی ہیں اور بچے بھی۔ احرام کے دو کپڑوں میں ملبوس کوئی ان میں فرق نہیں کرسکتا کہ ان میں شاہ کون ہے اور گدا کون۔ تمام احکم الحاکمین کے در کے طواف میں دیوانہ وار مصروف رہتے ہیں۔ ان کو اپنی جان کی فکر ہے اور نہ آرائش وزیبائش کی۔ بس پراگندہ بال اور اپنی دنیا سے بے خبر مناسک حج کی ادائیگی کی طرف ان کو توجہ ہے۔ بہر حال حج مکمل فنائیت کا مظہر ہے اس میں حاجی کی دیوانگی اور وارفتگی وشیفتگی قابل دید ہوتی ہے۔ حدیث میں رسول ﷺ کا ارشاد ہے۔ الحاج الشعث التفل یعنی حاجی پراگندہ حال اور میلا کچیلا ہوتا ہے یہ آپ ﷺ نے ایک شخص کے سوال کے جواب میں فرمایا تھا۔ جب اس نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ یارسول اللہ من الحاج۔ قال الشعث التفل. یعنی یارسول اللہ حاجی کی کیا شان ہوتی ہے آپ نے فرمایا۔ پراگندہ حال میلا کچیلا۔ اس طرح حاجی تلبیہ پڑھتا ہے

لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک اور یہ تلبیہ کے کلمات درحقیقت حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی پکار کا جواب ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے۔

لما فرغ ابراھیم من بناء البیت قال رب قد فرغت فقال اذ ن فی الناس بالحج... قال رب اوما یبلغ صوتی قال اذن وعلی البلا غ قال رب کیف اقول قال قل یا ایھا الناس کتب علیکم

الحج حج البیت العتیق فسمعه من بین السماء والارض الاترون انهم یجیئون من اقصی الارض یلبون

حضرت ابراہیم خلیل اللہ جب بیت اللہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے۔تو آپ نے فرمایا کہ اے میرے رب میں تو بناء کعبہ سے فارغ ہوا۔اللہ نے انہیں فرمایا کہ لوگوں کو حج کا اعلان کیجئے آپ نے (تعجبا) سوال کیا کہ میری آواز ان تمام لوگوں تک کیسے پہنچ جائیگی اللہ نے فرمایا۔آپ اعلان کیجئے۔باقی لوگوں تک آپ کی آواز پہنچانا میرا کام ہے پھر ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا۔کہ میں کیسے اعلان کروں۔اللہ نے فرمایا۔تم کہو کہ اے لوگو آپ پر اللہ کے قدیم گھر کا حج فرض کیا گیا ہے تو یہ آواز آسمانوں اور زمینوں میں سنی گئی۔اللہ نے یہ آواز ہر طرف ہر ایک روح کو پہنچادی۔آپ نہیں دیکھتے کہ حجاج کرام زمین کے دور دراز اطراف سے حج کیلئے آتے ہیں اور تلبیہ کے کلمات پڑھتے ہیں جس کیلئے حج مقدر تھا اس کی روح نے لبیک کہا۔پھر اس موقعہ پر سنت ابراہیمی ادا کی جاتی ہے آپ نے جو اپنے جگر گوشے کو ذبح کرنے کے ارادہ اور اللہ کے حکم کے مطابق قربان کرنے کیلئے روانہ کیا۔یہ بہت بڑی آزمائش تھی اس میں ابراہیمؑ سرخرو ہوگئے اللہ نے ان کو اس عظیم قربانی کے بدلے اتنی بڑی شان سے نوازا۔کہ تا قیامت جب بھی عید الاضحیٰ کا موقعہ آئیگا ان کی سنت کی تجدید کی جائیگی۔

اسلام ایک آفاقی مذہب تا قیامت باقی رہنے والا دین اور اجتماعیت کا مظہر ہے۔حج کے موقعہ پر مسلمانوں کا یہ عالمی اجتماع ان کے اندر محبت رشتہ وتعلق اور اخوت پیدا کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہوتا ہے۔اسلامی اخوت کا یہ بے مثال مظاہرہ دیگر مذاہب میں کہیں نظر نہیں آتا۔اسلام مسلمانوں کو اتفاق اتحاد اور یکجہتی کا درس دیتا ہے۔عام باجماعت نمازیں ہوں یا جمعہ وعیدین کا موقعہ۔ان میں مسلمان اجتماعی طور پر شرکت کرتے ہیں تاکہ یہ اغیار کے مقابلے میں بنیان مرصوص کی طرح مضبوط قوت بن جائیں اور پھر حج کا یہ عالمی اور بین لاقوامی اجتماع اس اجتماعیت کا آخری مرحلہ ہے اگر مسلمانان عالم اپنی اسی اجتماعیت اور اخوت ومحبت کو بروئے کار لائیں تو انشاء اللہ وہ کبھی محکوم ومقہور اور مظلوم نہیں رہیں گے اور نہ اغیار کی غلامی اور ان کے در کی دریوزہ گری ان کا مقدر ہوگا۔آج عالم اسلام کی مجموعی زبوں حالی ہمارے اعمال کی وجہ سے ہے۔اب بھی وقت ہے تاکہ ہم اپنے آپ کو پہنچانیں۔اپنے تشخص پر غور کریں اپنی عظمت رفتہ کو بحال کریں۔اسلام کی روح پر عمل کرنے کی سعی کریں۔پھر اس کا نتیجہ ایک تابناک مستقبل اور بارعب قوم کی صورت میں اقوام عالم کے سامنے آشکارا ہوگا۔ وانتم الاعلون ان کنتم مومنین